صاحبِ سیف سے صاحبِ قلم تک

تبصرہ۔ایم زیڈ کنولؔ۔لاہور

سہیل احمد ایک طویل عرصے سے اپنے خوابوں کی فصل کاٹنے کی جستجو میں سرگرمِ عمل ہیں۔پائلٹ بنتے بنتے نجانے کیا سوجھی کہ خود کو فوجی ہتھکڑی سے آزاد کرانے کی دھن من میں بسالی۔اس امر کے لئے موصوف فرماتے ہیں کہ زندگی میں پہلی بار سِفارش کا سہارالینا پڑا۔خواہش تو صحافی یا ٹیچر بننے کی تھی لیکن انجینئر بن گئے اور پھر جرمنی اور انگلینڈ میں جلاوطنی میں ہم وطنی کے جو عذاب اپنی آنکھوں سے دیکھے تو حسّاس دل شاعر اور قلمکار کا دل اس پر تڑپ اُٹھّا۔بس پھر کیا تھا اپنے سپنوں کی دنیا ایسے آباد کی کہ چار دانگِ عالم اس کی خوشبو بکھر گئی۔وہ وطنِ عزیز میں طبقاتی درجہ بندی ،نا اِنصافی ،معاشی پستی ، کرپشن ،دہشت گردی ،خودکُش حملے ،مہنگائی ،بے روزگاری جیسے ناسور دیکھتے ہیں تو بے چین ہوجاتے ہیں۔اپنے کالم،،غیرانسانی سلوک کے خاتمے کے لئے پہلا قدم اُٹھانا ہوگا،،میں اپنی قوم کو بیدار کرتے ہوئے یہ احساس دلاتے ہیں کہ امریکہ کے طبقاتی نظام کو للکارنے والی سیاہ فاموں کے حقوق کی جدوجہد میں اپنا نام رقم کرنے والی ،،روزا پارکس،،کی طرح ہمیں بھی تعصّبات سے بالاتر ہوکر پہلا قدم اُٹھانے کی ضرورت ہے۔،،قومی یکجہتی کا ایک دن،،میں اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے قلب وذہن کو گرماتے ہوئے یوں گویا ہوتے ہیں۔،،اب ایسے قائد کی ضرورت ہے جو صرف پاکستانی بن کر سوچے اور ملک میں استحکام اور پُرامن فضا لانے کے لئے صوبوں ،زبانوں ،نسلوں ،فرقوں ،مذہبوں ،اور طبقوں کی سیاست نہ کرے بلکہ اسلام کے سنہری اصولوں کو اپنا کر انسانی مساوات کی سیاست کو فروغ دے،تبھی ہم اس بچے کھچے پاکستان کو ان بیرونی طاقتوں سے بچاسکیں گے جو کسی خونخوار درندے کی طرح اس پر اپنے

نوکیلے دانت گاڑنے کے لئے بے چین ہیں۔،،ان کا ماننا ہے کہ،،اہلِ علم ہی دنیا پر حکومت کرتے ہیں،، لیکن افسوس ہمارے ملک میں ناخواندگی کی شرح خوفناک حد تک کم ہے۔وہ تارکینِ وطن کی مجبوریاں بتاتے ہوئے یہ سوال اُٹھاتے ہیں کہ آخر دیس کا سارا ٹیلنٹ دوسرے مما لک کو ہی فائدہ کیوں دے رہا ہے؟ سب سے پہلے پاکستان کیوں نہیں؟

اس کتاب کا ہر کالم دھرتی کے استحصالی نظام پر نوحہ کناں ہے۔ہم نے تو خودی کو بھی بیچ ڈالا۔ جہاں کے سیاست دان بصارت اور بصیرت سے محروم ہوں وہاں امریکی امداد کے بھنور میں پھنسی پاکستانی ناؤ کون نکالے گا؟ لوڈ شیڈنگ کا جِن کون قابو کرے گا؟ یہ وطن کب تک موروثی سیاست کے گرداب میں پھنسا رہے گا؟ ہم کب تک انتہا پسندوں کے ہاتھوں ہائی جیک رہیں گے؟ صبر اور برداشت کے دوہرے معیار کب تک ہماری جڑوں کو کھوکھلا کرتے رہیں گے؟ قومی سلامتی سلامت کیسے رہ سکتی ہے؟ سب سے بڑھ کر ہمیں اس بات کا جائزہ لینا ہے کہ موجودہ حالات کا ذمہ دار کون ہے؟ یہ سچ ہے کہ وطنِ عزیز کو جب تک امریکہ کے تسلّط سے نجات نہیں ملے گی ان مسائل کا حل ممکن نہیں۔

،،جلاوطن،،کالموں کے اس انتخاب میں سہیل احمد لون نے وطن سے دور رہ کر بلاشبہ جلا وطنی میں ہموطنی کو فروغ دینے کی سعی ہے۔فکر پبلی کیشنز کے زیرِ اہتمام منصہ شہود پر آنے والی ۲۰۴ صفحات پر مشتمل اِس کتاب میں ۵۷ کالم ہیں۔۔۔اور پھر کالم کیا ہیں صاحبِ بصارت اور بصیرت کے لئے دعوتِ،،حیّ علی الفلاح،،ہے۔ایک ایسی زنجیر ہے جس کے ہر حلقے میں پاکستانیت اور اسلام کا روزن پوری آب و تاب کے ساتھ جلوہ گر ہے۔سہیل احمد لون کا نام اس جذبۂ خیر سگالی اور حب الوطنی کی بنا پر صحافت کی تاریخ میں جاوداں رہے گا اور ان کے خوابوں کے اُفق قطب تارے کی مانند اجالوں کی نوید دیتے رہیں گے اور پھر بقول فیض

لازم ہے کہ ہم بھی دیکھیں گے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔